شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کے سفرِ آخرت کی تفصیلات

مکتوب مدینہ بنام مدیر الحق

آنکھوں دیکھا حال

از مدینہ منورہ علیٰ منورہا الف الف صلوٰۃ وسلام

المخدوم المکرم زادت معالیکم
بعد سلام مسنون

کل یکم شعبان ۲۴ مئی بروز دوشنبہ شام پانچ بجکر چالیس منٹ پر یعنی مغرب سے ٹھیک ڈیڑھ گھنٹہ قبل حضرت اقدس قطب الاقطاب شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب نور اللہ مرقدہ واعلی اللہ مراتبہ کا وصال یہاں مدینہ منورہ میں ہوا۔ اسکی خبر تو بجلی کیطرح ساری دنیا میں پھیل گئی مگر ہر جگہ سے تفصیل کا مطالبہ ٹیلیفون پر برابر آرہا ہے۔ اس لئے یہ کچھ تفصیل لکھ رہا ہوں۔

حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کی علالت کا سلسلہ تو کئی سال سے چل رہا تھا۔ ۱۲ مئی چارشنبہ سے قبل صحت نسبتاً اچھی تھی کھانا بھی نوش فرماتے تھے گفتگو بھی ٹھیک طرح سے فرماتے تھے۔ پوچھنے پر مشورہ بھی حسب سابق دیتے تھے۔ مولانا عاقل صاحب مسلم شریف کی تقریر کا جو علمی کام کر رہے ہیں۔ وہ روزانہ کا کام بعد عشاء حضرت کو سناتے حضرت غور سے سنتے اور ضروری مشورہ بھی دیتے تھے۔ گویا صحت اچھی تھی البتہ ضعف بہت تھا جسکی وجہ سے حرم شریف صرف ایک نماز کیلئے تشریف لے جاتے۔ شروع میں ظہر کی نماز میں اور پھر دھوپ میں تیزی ہو جانے کی وجہ سے عشاء کی نماز میں حرم شریف جانے کا معمول تھا۔ چارشنبہ ۱۲ مئی کو حضرت کو بخار ۱۰۲ ڈگری تک ہو گیا۔ علاج وغیرہ سے بخار تو اتر گیا۔ لیکن ضعف میں بہت اضافہ ہو گیا اور حرم شریف جانا چھوٹ گیا۔ استغراق زیادہ رہنے لگا۔

۱۴ مئی کو نماز جمعہ حرم شریف کی جماعت کیساتھ مدرسہ علوم شرعیہ کے صدر دروازہ میں ادا فرمائی جہاں تک حرم شریف کی صفوں کا اتصال رہتا ہے۔ بخار کے بعد سے کھانا تقریباً چھوٹ گیا، پینا کسی نہ کسی درجہ میں جاری رہا۔ جمعہ ۱۴ مئی سے روزانہ صبح شام گلوکوز وغیرہ کی بوتلیں رگ میں دی جاتی رہیں جس کا سلسلہ وصال کے دن تک جاری رہا۔ دیگر علاج انجکشن وغیرہ بھی دئے جاتے رہے۔ شنبہ ۱۵ مئی کو آنکھوں اور پیشاب میں یرقان محسوس ہوا خون کا معائنہ کرایا گیا جس سے جگر اور گردہ میں مرض معلوم ہوا۔ اور ان دونوں اعضا کے عمل میں خلل کا بھی پتہ چلا۔ یکشنبہ ۱۶ مئی کی شب میں نیم بے ہوشی تھی۔ دوسرے روز فجر سے مکمل بے ہوشی ہو گئی۔ اتوار کا سارا دن بے ہوشی میں گذرا۔ کہ جس کروٹ پر لٹایا جاتا اسی پر رہتے نہ آواز دیتے نہ حرکت نہ کھانسی وغیرہ۔

نبض اور بلڈ پریشر دیکھ کر اطمینان ہوتا کہ فوری خطرہ نہیں ہے۔ علاج وغیرہ مختلف تدبیریں ہوتی رہیں

کی شام کو بخاری شریف کا ختم کرایا گیا۔ جو اتوار، پیر دو روز میں ختم ہوا جس کے بعد صاحبزادہ طلحہ صاحب نے بہت الحاح کے ساتھ دعا کرائی۔

مکہ مکرمہ میں شیخ محمد علوی مالکی کے یہاں بھی یٰسین شریف کا ختم ہوا۔ دوشنبہ ۱۷رمئی کو بے ہوشی تو تھی لیکن کل جیسی نہیں تھی۔ بلکہ ہیجانی کیفیت تھی۔ صبح تو "اللہ اللہ" فرماتے رہے۔ ظہر کے بعد سے "یاکریم یاکریم" "یا" اوکریم کریم" فرماتے رہے کبھی کبھی "یاحلیم یاکریم" فرماتے رہے۔ یاکریم کی یہ آوازیں اخیر وقت تک وقتاً فوقتاً دیتے رہے۔ علاج کے سلسلہ میں یہ ناکارہ دیگر ڈاکٹروں سے بھی مشورہ کرتا رہا۔ بالخصوص ڈاکٹر سید اشرف صاحب۔ ڈاکٹر ایوب صاحب۔ ڈاکٹر سلطان صاحب۔ ڈاکٹر منصور صاحب اور ڈاکٹر عبدالاحد صاحب وغیرہ۔

خون وغیرہ کے معائنہ کے لئے ڈاکٹر انصرام صاحب بہت تعاون فرماتے رہے۔ منگل ۱۸رمئی کو بے ہوشی نہیں رہی اور گفتگو بھی فرماتے رہے۔ نمازیں بھی حسب معمول ادا فرماتے۔ البتہ گردہ اور جگر کا عمل برابر کمزور ہوتا گیا۔ خون، پیشاب کا معائنہ اور علاج و دیگر تدابیر ہوتی رہیں۔ غذا تقریباً بند تھی۔ رگ میں بوتلوں کے ذریعہ ہی غذا پانی، گلوکوز وغیرہ دیا جاتا رہا ۲۱رمئی کو نماز جمعہ حرم شریف کی جماعت کے ساتھ مدرسہ شرعیہ کے صدر دروازہ میں ادا فرمائی۔ اتوار ۲۳رمئی کی ظہر تک بظاہر طبیعت کچھ ٹھیک رہی۔ ۲۳رمئی کو بعد ظہر سوءِ تنفس کی تکلیف ہوئی جس کی فوری تدبیر کرلی گئی۔ مغرب سے آدھ گھنٹہ قبل جب کہ یہ ناکارہ اپنے مطب میں تھا تو حضرت کے خادم مولوی نجیب اللہ نے ٹیلیفون پر بتایا کہ حضرت کی طبیعت خراب ہے۔ چنانچہ یہ ناکارہ فوراً حاضر ہوا تو دیکھا کہ سوءِ تنفس کی تکلیف بہت زیادہ ہے جس کی وجہ سے حضرت کو بے چینی ہے۔ سانس لینے میں بہت دقت محسوس ہو رہی تھی۔ بندہ نے معائنہ کرکے ضروری انجکشن جس کے چند منٹ بعد ہی سکون مل گیا۔ اور سانس طبعی حالت پہ آگیا۔

عشاء کے بعد بندہ کے گھر جانے تک طبیعت نسبتاً ٹھیک تھی۔ ۲۴رمئی فجر کے وقت بھی طبیعت نسبتاً ٹھیک تھی۔ اور حضرت گفتگو بھی تھوڑی تھوڑی فرماتے رہے۔ البتہ تشویش کی بات یہ پیش آئی۔ کہ کل ظہر کے بعد سے پیشاب بالکل نہیں آیا۔ صبح ۸ بجے دوبارہ سوءِ تنفس کی تکلیف شروع ہوئی۔ اس کے لئے اور پیشاب کے لئے تدبیریں کی جانے لگیں۔ جس سے ظہر و عصر کے درمیان پیشاب آگیا۔ تنفس کے لئے انجکشن اور آکسیجن وغیرہ لگائے گئے۔ دوپہر تک بے چینی رہی کبھی فرماتے بٹھاؤ کبھی فرماتے لٹاؤ۔ کبھی فرماتے دوا لاؤ۔ وقتاً فوقتاً "یاکریم اوکریم" بھی بلند آواز سے فرماتے رہے۔

یہ ناکارہ چونکہ مسلسل پاس ہی بیٹھا رہا تو کبھی کبھی اس ناکارہ کا ہاتھ پکڑ کر زور سے دباتے۔ تقریباً گیارہ بجے جب کہ الحاج ابوالحسن نے تکیہ اونچا کیا تو بندہ کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ "ڈاکٹر صاحب ہیں" ابوالحسن نے کہا "ہاں یہ ڈاکٹر اسماعیل ہیں" یہ سن کر بندہ کی طرف دیکھ کر مسکرائے۔

یہ آخری گفتگو تھی۔ جو حضرت نے فرمائی۔ اس کے بعد "یاکریم اوکریم" فرماتے رہے۔ ظہر تک یہی کیفیت رہی۔ ظہر کے

بعد سے مکمل سکون ہوگیا۔ جو آخر وقت تک رہا۔ یہ ناکارہ بار بار نبض اور بلڈ پریشر وغیرہ دیکھتا رہا۔ روح پرواز کرنے سے کچھ قبل صاحب زادہ مولانا طلحہ صاحب نے بندہ سے پوچھا کہ کیا یہ آخری وقت ہے۔ بندہ نے اثبات میں سر ہلایا تو انہوں نے بلند آواز سے اللہ اللہ کہنا شروع کر دیا۔ اسی حال میں حضرت نے دو مرتبہ آخری ہچکیاں لیں جس سے آنکھیں خود بخود بند ہو گئیں۔ اور روح پرواز کر گئی۔ اس وقت ٹھیک پانچ کر چالیس منٹ ہوئے تھے۔ یعنی مغرب سے ڈیڑھ گھنٹہ قبل۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللھم اجرنا فی مصیبتنا وعوضنا خیرا منہا للہ ما اخذ ولہ ما اعطی وکل شیء عندہ بمقدار۔ ان العین تدمع والقلب یحزن ولا نقول الا ما یرضی ربنا وانا بفراقک یا شیخ لمحزونون۔

جس کی ساری عمر اتباع سنت میں گذری۔ اس کو تکوینی طور پر یہ اتباع بھی نصیب ہوگیا۔ کہ دوشنبہ کو عصر و مغرب کے درمیان وصال ہوا۔ اس وقت جو حاضرین کا حال تھا وہ بیان نہیں کیا جا سکتا۔ وصال کے وقت پاس موجود ہونے والوں میں صاحب زادہ محمد طلحہ صاحب۔ مولانا عاقل صاحب ان کے صاحب زادے جعفر الحاج ابوالحسن مولوی نجیب اللہ۔ صوفی اقبال مولانا یوسف متالا حکیم عبدالقدوس۔ مولوی اسماعیل۔ مولوی نذیر۔ ڈاکٹر ایوب۔ حاجی دلدار اسعد عبدالقدیر اور یہ ناکارہ تھے۔ فوراً ہی تجہیز و تکفین کے لئے انتظامات شروع ہو گئے۔ ڈاکٹر ایوب کو ہسپتال کا ورقہ لینے کے لئے اسی وقت بھیج دیا گیا۔ صاحب زادہ مولانا طلحہ صاحب۔ مولانا عاقل صاحب و دیگر متعلقین و خدام کا مشورہ ہوا کہ تدفین عشاء کے بعد ہو یا فجر کے بعد۔ کیونکہ بعض مخصوص احباب و اعزہ کے مکہ مکرمہ سے پہنچنے کی اطلاع تھی۔ چونکہ ان کی وہاں سے روانگی کا وقت معلوم تھا جس کے پیش نظر ان کا عشاء تک پہنچ جانا گویا یقینی تھا۔ اس پر یہ طے ہوا کہ عشاء میں ہی نماز جنازہ ہو جانی چاہئے۔ اور فجر تک مؤخر نہ کیا جائے۔ اس کا اعلان بھی کر دیا گیا۔ لیکن اس کا بھی بڑا افسوس رہے گا کہ وہ اعزہ جن کی آمد کا ہمیں شدت سے انتظار تھا وہ راستہ میں گاڑی خراب ہو جانے کی وجہ سے بروقت نہ پہنچ سکے۔

چونکہ عشاء کا اعلان ہو چکا تھا۔ اور مجمع بھی خوب جمع ہو چکا تھا اس لئے عین وقت پر تبدیلی نہیں ہو سکتی تھی اور ہر جگہ بذریعہ ٹیلیفون اطلاع کر دی گئی تھی۔ مغرب کے بعد غسل دیا گیا جو مولانا عاقل صاحب اور مولانا یوسف متالا صاحب کی ہدایات اور مشوروں سے دیا گیا۔ غسل کے وقت خدام کا بڑا مجمع موجود تھا ہر شخص کی خواہش تھی کہ اس مبارک عمل میں شریک ہو۔ غسل میں شرکت کرنے والوں میں یہ حضرات خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

مولانا یوسف متالا۔ الحاج ابوالحسن۔ مولوی نجیب اللہ۔ حکیم عبدالقدوس۔ عزیز جعفر شاہ۔ عطاء المہیمن۔ ابن شاہ عطاء اللہ بخاری۔ صوفی اسلم۔ مولوی صدیق۔ مولوی حسان۔ قاضی ابرار اور عبدالمجید وغیرہ۔

ڈاکٹر محمد ایوب صاحب جو ورقہ لینے گئے تھے پورے دو گھنٹے کے بعد آئے۔ اور بتایا کہ ورقہ حاصل کرنے میں کچھ قانونی رکاوٹیں ہیں اور صاحب زادہ مولانا طلحہ کا جانا ضروری ہے۔ چنانچہ مولانا طلحہ صاحب کو بھی ان کے ہمراہ بھیجا گیا قبرستان والوں کو قبر کھودنے کے لئے کہا گیا تو انہوں نے کہا کہ جب تک ہسپتال کا ورقہ نہ آجائے ہم قبر نہیں

کھود سکتے۔ اس وقت عشا میں صرف پون گھنٹہ باقی تھا۔ دوبارہ مندرجہ بالا حضرات نے باہم مشورہ کیا۔ کہ اب بظاہر عشا تک قبر کا تیار ہونا دشوار ہے۔ لہذا فجر میں جنازہ ہو۔

اتنے میں سید حبیب صاحب تشریف لائے۔ انہوں نے بتایا کہ میں خود جا کر قبر کی جگہ بتا آیا ہوں۔ اور قبر کھودنی شروع ہو گئی ہے۔ تقریباً بیس منٹ بعد ہسپتال کا ورقہ بھی آ گیا۔ اور قبر تیار ہو جانے کی اطلاع بھی آ گئی۔ اور ساتھ ہی قبرستان والے مخصوص چارپائی بھی لے آئے۔ گویا عشاء کی اذان سے پندرہ منٹ قبل جنازہ بالکل تیار تھا۔ لہذا پہلے مشورہ کے مطابق جنازہ کو باب السلام سے حرم شریف لے جایا گیا۔

عشا کے فرضوں کے متصل بعد یہاں کی عام عادت کے مطابق حرم شریف کے امام شیخ عبداللہ زاحم نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع کی طرف باب جبرئیل سے نکل کر چلے۔ بے پناہ ہجوم تھا۔ ایسا ہجوم کسی اور کے جنازہ میں شاید ہی دیکھا گیا ہو

قبر شریف حضرت کی منشاء کے مطابق اہل بیت کے احاطہ اور حضرت سہارنپوریؒ کی قبر شریف کے قریب کھودی گئی تھی۔ صاحبزادہ مولانا طلحہ اور الحاج ابوالحسن قبر شریف کے اندر اترے اور اسے بند کیا۔ اس طرح حضرت اقدس کی دیرینہ تمنا پوری ہوئی۔

ایک خاص بات یہ دیکھی کہ وصال سے ایک روز قبل حضرت والا ہر ایک سے فرداً فرداً دریافت فرماتے رہے کہ تم کیا کام کرتے ہو۔ صوفی اقبال صاحب الحاج ابوالحسن سے اس ناکارہ سے براہ راست دریافت فرمایا۔ صاحبزادہ مولانا طلحہ صاحب دوسرے کمرے میں تھے تو خادم کو بھیجا کہ طلحہ سے پوچھ کر آ کہ تو کیا کام کرے۔ ہر ایک نے کچھ نہ کچھ پڑھنے ذکر تلاوت وغیرہ کا جواب دیا تو سکوت فرمایا۔

بندہ سے بھی دریافت فرمایا۔ تو بندہ سے قبل ابوالحسن نے جواب دیا کہ یہ تو ابھی مطب جا کر مریضوں کا علاج کریں گے تو فرمایا "یہ بھی کوئی کام ہے"۔ گویا آخری وقت تک بھی اپنے لوگوں کے متعلق فکر تھا کہ کیا کرتے ہیں۔

تدفین کے بعد حضرت نور اللہ مرقدہ کے ایک مجاز نے دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے

یفتح له ابواب الجنة الثمانية یعنی ان کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دئے جائیں)

ایک اور صاحب نے دوسرے روز صبح روضہ اقدس پر صلوۃ و سلام پڑھتے ہوئے محسوس کیا گویا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ تمہارے شیخ کو اعلیٰ علیین میں جگہ دی گئی ہے۔

ایسے انسان لاکھوں کروڑوں میں کوئی کوئی ہوتا ہے۔ فقط والسلام

نوٹ۔ آخر میں آپ کی خدمت میں اور آپ کی وساطت سے اور حضرات کی خدمت میں گذارش ہے کہ حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کے ہمیشہ کے تعزیت کے معمول کے مطابق جو جتنا زیادہ سے زیادہ ایصال ثواب کر سکتا ہو ضرور کرے کہ یہی چیزیں حضرت کے لئے نافع ہیں۔ اور ایصال ثواب کرنے والوں کے لئے بھی (ڈاکٹر) اسماعیل غفرلہ از مدینہ منورہ ۲ شعبان